شخصیت

اندلس کے نامور فقیہ و محدث، مجتہد وقت

اِمام بقی بن مخلد رحمہ اللہ

جناب پروفیسر سلیم شاہ

تاریخ اسلام ایسے نامور علماء، محدثین، مفسرین، متکلمین اور ائمہ سے روشن ہے جن کے علمی کارنامے اور اس سلسلے میں ان کی بے مثال محنتیں بعد والوں کے لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ انہی میں ایک نام اندلس اسلامی کے نامور محدث امام بقی بن مخلد القرطبی رحمہ اللہ کا نام بھی ہے۔ تحصیل علم کے لیے آپ کی جدوجہد، دور دراز کے پرصعوبت سفر، دلی شوق و ذوق آپ کی بے ریا جستجوئے علم کا پتا دیتے ہیں۔

آپ کا نام:......بقی بن مخلد بن یزید، لقب شیخ الاسلام، کنیت ابوعبدالرحمٰن، الاندلسی القرطبی۔

تاریخ اور مقام پیدائش:......وہ شہر قرطبہ میں ۲۱ رمضان المبارک ۲۰۱ ہجری میں پیدا ہوئے۔(۱) بعض روایات کے مطابق ان کی پیدائش مندرجہ بالا تاریخ سے دو سال قبل ہوئی تھی۔ وہ اندلس کے عروج اور سنہری دور میں پیدا ہوئے، اس زمانے میں اندلس عباسی خلافت سے آزاد ریاست تھی اور اس کے چپے چپے سے علم و ہنر کے چشمے پھوٹتے تھے۔(۲) بقی عالم طفولت میں تھے کہ اندلس اور بغداد کے درمیان علمی، ثقافتی اور تجارتی رابطے شروع ہو چکے تھے، اور بغداد کے تاجروں نے اندلس کا رخ کر لیا تھا۔ وہ اپنے سامان تجارت کیساتھ اپنے اطوار و عادات اور تہذیب و ثقافت بھی لے جاتے تھے، دوسری طرف اندلس سے تشنگان علوم و روایات کے لیے مشرق کے دروازے کھلے تھے۔ وہ اپنی علمی پیاس کو بجھانے کے لیے بغداد، بصرہ، کوفہ، ہمدان، یمن اور حرمین کا رخ کرتے تھے۔(۳)

ابتدائی تعلیم:

بقی بن مخلد نے ابتدائی تعلیم قرطبہ ہی میں حاصل کی تھی۔ وہاں کے مشہور فقیہ اور محدث محمد بن عیسی المعافری کی خدمت میں رہے اور اکتساب علم کیا، یہ قرطبہ کے چوٹی کے علماء میں سے تھے، روایات و آثار کے جید عالم تھے۔ انہوں نے طلب علم کے لیے حجاز اور عراق کا سفر کیا تھا۔(۴)

اسفار علمیہ: سرزمین اندلس کے علماء سے استفادہ کرنے کے بعد وہ مشرق اسلامی کے سفر پر نکلے، یہاں پر علماء

حرمین، مصر، شام، جزیرہ، حلوان، بصرہ، کوفہ، واسط، خراسان، عدن اور قیروان سے استفادہ کیا۔امام ذھبی کی رائے یہ ہے کہ ان کے لیے خراسان و ہمدان جانا ممکن نہیں ہوا، نیز جزیرہ اور یمن میں آمد بھی محل نظر ہے (۵) لیکن امام ذہبی نے جس رائے کا اظہار کیا اس کے لیے کوئی ثبوت نہیں دیا۔

بہر حال مشرق میں بقی بن مخلد شہر شہر اور گاؤں گاؤں کا چکر لگا کر علماء حدیث سے روایات لیتے تھے۔اور حج کے موسم میں حرمین الشریفین میں ٹھہرتے تھے، اس طرح دنیا کے مختلف کونوں سے آئے ہوئے علماء دین سے روایت و درایت کے علوم کا فیض حاصل کرتے تھے۔ (۶) ان اسفار میں وہ بڑے بڑے مشائخ سے استفادہ کرنے میں کامیاب ہوگئے اور بعض مولفین سے ان کی تالیفات کی اجازت براہ راست حاصل کی۔ بصرہ میں مشہور محدث اور مورخ خلیفۃ بن الخیاط العصفری (م ۲۴۰) سے ان کی کتب، الطبقات اور التاریخ کی اجازت لی۔کوفہ میں ابوبکر بن ابی شیبہ سے ان کی معرکۃ الاراء کتاب ''مصنف'' کی اجازت حاصل کی۔(۷)

امام احمد بن حنبل کی خدمت میں حاضری، کسب علم کا ایمان افروز قصہ:

اسی زمانے میں آپ نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضری کا شرف بھی حاصل کیا۔حاضری سے متعلق درج ذیل روایت قارئین کے لیے یقیناً دلچسپی کا سبب بنے گی:

عبدالرحمٰن بن احمد بن بقی بن مخلد نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے اپنے دادا بقی بن مخلد سے سنا ہے کہ: ......''میں نے مکہ سے بغداد کا سفر کیا تا کہ امام اَحمد بن حنبل سے ملاقات کرلوں، جب میں بغداد کے قریب پہنچا تو معلوم ہوا کہ امام صاحب اس وقت سخت امتحان اور آزمائش میں ہیں، اور کسی کو ان سے ملاقات کی اجازت نہیں، اس بات کا مجھے بے حد صدمہ ہوا۔ جب بغداد میں داخل ہوا تو وہاں ایک سرائے میں کرائے پر جگہ لے لی، اور پھر جامع مسجد چلا گیا، تا کہ لوگوں سے مل بیٹھوں، میں ایک حلقہ علمی میں چلا گیا، دیکھا کہ ایک آدمی رِجال کے بارے میں درس دے رہا ہے، جب کسی نے بتایا کہ یہ یحییٰ بن معین ہیں تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی...... میں نے عرض کیا کہ آپ احمد بن حنبل کے بارے میں فرمائیں کہ وہ کس پایہ کے آدمی ہیں؟ انہوں نے مجھے حیرت سے دیکھا اور کہا: کہ ہم جیسے لوگ ''اَحمد بن حنبل'' کے بارے میں کیا کہیں؟ وہ تو امام المسلمین ہیں! وہ تو اس وقت کے مسلمانوں میں بہترین اور افضل شخصیت ہیں، میں وہاں سے سیدھا امام احمد بن حنبل کے مکان کی تلاش میں نکل گیا پتا معلوم ہوا تو جا کر دروازے پر دستک دی، امام صاحب نکل آئے تو میں نے عرض کیا: ابوعبداللہ!...... میں بہت دور سے آیا ہوں اور اس ملک میں یہ میری پہلی آمد ہے، میں آپ سے حدیث وسنت حاصل کرنا چاہتا ہوں، اس لیے آپ کے ہاں حاضر ہوا ہوں۔انہوں نے کہا کہ مہمان خانے کے اندر آجایئے، لیکن خیال رکھو کہ کوئی آپ کو دیکھ نہ لے، جب میں اندر گیا تو

امام صاحب نے پوچھا: آپ کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ مغرب اقصیٰ سے۔ انہوں نے کہا: افریقہ سے؟ میں نے کہا میرا ملک 'اندلس' ہے۔ سمندر پار کر کے پھر ہم افریقہ میں داخل ہوتے ہیں۔ امام صاحب نے کہا، کہ یقیناً آپ بہت دُور سے آئے ہیں، اور آپ جیسے آدمی کے کام سے مجھے زیادہ کوئی کام پسند نہیں، لیکن آج کل میں ایک امتحان ہوں۔ شاید آپ کو اس کا علم ہو چکا ہوگا، میں نے کہا ہاں مجھے معلوم ہوا ہے، البتہ یہاں پر چونکہ میں نو وارد ہوں اور شخصی طور پر کوئی مجھے جانتا نہیں، اگر آپ اجازت دیں تو میں روزانہ سائل کی حیثیت سے آؤں گا اور اسی کی طرح آپ کے گھر کے سامنے آواز لگاؤں گا، اس طرح باہر تشریف لانے پر اگر آپ مجھے روزانہ ایک حدیث بھی پڑھاتے رہیں گے تو میرے لیے کافی ہوگا۔ امام صاحب نے کہا، بالکل ٹھیک ہے لیکن شرط یہ ہے کہ آپ کسی کو بتائیں گے نہیں!...... میں نے کہا یہ شرط مجھے بالکل منظور ہے۔ میں روزانہ چھڑی لے کر ایک میلا کپڑا سر پر باندھتا اور امام صاحب کے دروازے پر آ کر زور سے چیختا 'الاجر رحمک اللہ' جو اس وقت کے سائلوں کا نعرہ ہوتا تھا۔ وہ نکلتے اور مجھے دو تین حدیثیں یا اس سے زیادہ سناتے۔ میں نے اس طریقہ کی پابندی کی حتیٰ کہ امام صاحب پر پابندی لگانے والے شخص کا انتقال ہو گیا۔ (۸)

امام ذہبی نے اس واقعہ کو نقل کر کے اس کو بے اصل قرار دیا ہے۔ اس کے لیے انہوں نے ایک دلیل یہ پیش کی ہے کہ بقی بن مخلد امام احمد کے پاس ۲۳۰ ہجری کے بعد آئے ہیں، جب کہ امام احمد بن حنبل سے (۲۲۸ھ) احادیث کا سلسلہ قطع ہو گیا تھا، اور واثق کی موت اور متوکل کی خلافت کے بعد ۲۳۲ھ میں امام احمد نے روایت حدیث خود ترک کردی تھی اور اس پر آخر تک ڈٹے رہے تھے۔ اس کے بعد صرف اَسماءُ الرجال اور فقہ کو موضوع بحث بنایا تھا۔

دوسری دلیل یہ پیش کی ہے کہ اگر بقی بن مخلد امام احمد بن حنبل سے تین سو احادیث سن چکے ہوتے (جیسا کہ بعض روایات میں اس کی تحدید موجود ہے) تو اپنی مسند میں اس کا ذکر بڑے فخر کے ساتھ کرتے جب کہ میرے پاس مسند بقی کے جو دو جزء موجود ہیں ان میں امام احمد سے ایک روایت بھی نہیں ہے۔ (۹) امام ذہبی کے اس اعتراض کا مشہور محدث ڈکتور اکرم ضیاء عمری نے ناقدانہ جائزہ لیا اور ثابت کیا ہے کہ یہ اعتراض بالکل کمزور اور نا قابل اعتماد ہے، لکھتے ہیں:

''اس روایت کی سند نہایت درجہ قوی ہے اس کو عبدالرحمٰن نے اپنے والد احمد اور انہوں نے اپنے والد بقی سے نقل کیا ہے۔ عبدالرحمٰن بن احمد ثقہ اور ضابط ہیں، اپنے لکھنے پر اعتماد کرتے تھے اور ان کے والد اَحمد بن بقی تو قرطبہ کے ممتاز عابد اور زاہد قاضی تھے اپنے والد بقی بن مخلد کے بارے میں سب سے زیادہ معلومات رکھتے تھے، اس لیے سند کے اعتبار سے یہ واقعہ قوی اور قابل اعتماد ہے۔ امام ذَہبی کا دوسرا اعتراض اس پر مبنی ہے کہ بقی بن مخلد کی ملاقات امام احمد بن حنبل سے اس زمانے میں ہوئی جب امام صاحب نے خود روایات کرنا ترک کر دیا تھا، اس بات کے لیے

علامہ ذہبی نے کوئی دلیل پیش نہیں کی، نہ تاریخ میں ایسی کوئی حجت ہے جس سے امام ذہبی کی اس بات کا اشارہ ملتا ہو، بلکہ یہ بات تو معلوم اور مسلم ہے کہ بقی بن مخلد کوفہ میں ۲۲۷ھ میں آئے تھے۔ تو کیا کوفہ میں رہتے ہوئے وہ امام احمد کی ملاقات کے لیے نہیں گئے ہوں گے؟ بہت ممکن ہے کہ واثق باللہ کی وفات جو ۲۲۷ ہجری میں ہوئی ہے سے قبل دونوں کی ملاقات ہو چکی ہو۔ البتہ جس روایت میں ہے کہ ''حتی کہ ابتلاء میں ڈالنے والا شخص وفات پا گیا'' تو خطیب کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ واثق باللہ نے خود بھی عقیدہ اعتزال سے رجوع کر کے اہل سنت کا مسلک اختیار کر لیا تھا۔ (تاریخ بغداد ج۳ص۳۵۰)

مسند بقی میں امام احمد کی روایت نہ ہونے کی دلیل بھی اتنی قوی نہیں ہے کیونکہ امام ذہبی نے تو اس کے دو اجزاء کا ذکر کیا ہے کہ ان میں احمد بن حنبل کی روایت نہیں، صرف دو اجزاء سے پوری کتاب کے بارے میں رائے قائم کرنے میں کوئی وزن نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔'' (۱۰)

اندلس کو واپسی:

حجاز و بغداد کے منابع علم سے سیراب ہونے کے بعد ۲۴۴ھ میں بقی بن مخلد واپس اندلس پہنچے اس سفر میں انہوں نے روایت و درایت کے ایسے ذخیرے جمع کیے جن کی اجازت مصنفین سے براہ راست حاصل کی تھی۔

یہ وہ زمانہ تھا جب اندلس میں ہر طرف مذہب مالکی کی سیادت و قیادت تھی اور ملک کے تمام قابل ذکر علماء اس فقہی مسلک سے تعلق رکھتے تھے، اندلس میں مذہب مالکی امام مالک کے چند شاگردوں کے ذریعے پھیل گیا تھا، جنہوں نے مدینہ منورہ میں براہ راست امام مالک سے علم حاصل کر لیا تھا۔

جب بقی بن مخلد اندلس میں واپس آ گئے اور اپنی خداداد صلاحیت اور قابل اعتماد علم کی روشنی میں انہوں نے روایات کے مطابق فتویٰ دینا شروع کر دیا اور حدیث کی ایسی نئی کتابیں ساتھ لے آئے جو اَب تک علماء اندلس کے درمیان معروف نہیں تھیں، تو اس بات پر اندلس کے علماء و مشائخ کے درمیان ایک ہنگامہ برپا ہو گیا اور رَفتہ رَفتہ یہ بات اس وقت کے حاکم امیر محمد بن عبدالرحمٰن بن الحکم تک پہنچ گئی۔ اس نے معترضین اور بقی بن مخلد کو یکجا بٹھا کر بقی کے پاس موجود تالیفات کا بالاستیعاب مطالعہ کرنے کے بعد نہ صرف یہ کہ اسے سراہا بلکہ ان کی افادیت کے پیش نظر حکم دیا کہ ان کی نقول شاہی کتب خانے میں رکھی جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے بقی کو علوم کی نشر و اشاعت کی اجازت بھی دی امیر نے کہا:

''انشر علمک وارو ما عندک واجلس للناس ینتفعوا بک''

''اپنے علم کو پھیلاؤ، جو علم آپ کے پاس ہے اس کی روایت کرتے رہو اور لوگوں کے لیے بیٹھتے رہو تا کہ وہ آپ

کے علم سے نفع حاصل کریں۔'' (۱۱)

وفات:......بقی بن مخلد کی وفات بروز سہ شنبہ ۲۷ یا ۲۹ جمادی الاخیر ۲۷۶ھ میں قرطبہ میں ہوئی۔ ان کی نماز جنازہ ان کے داماد محمد بن یزید نے پڑھائی اور مقبرہ بنی عباس میں ان کی تدفین ہوئی۔ (۱۲)

تقویٰ اور علمی مرتبہ:

حافظ ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ: بقی مخلد نیک اور متقی شخص تھے۔ کثیر الصیام تھے اور گوشہ نشین تھے۔ ان امور میں اپنے زمانے میں بے نظیر تھے اور اپنے شہر میں منفرد تھے۔ (۱۳) حمیدی نے کہا ہے کہ وہ حفاظ حدیث، ائمہ دین اور زھاد و صالحین میں سے تھے۔ (۱۴) ورع اور تقویٰ میں ان کا یہ حال تھا کہ انہوں نے ''قضا'' کو کبھی قبول نہیں کیا۔ حالانکہ کئی بار امراء اندلس نے پیش کش کی تھی۔ اور جب آخر میں ان کے ایک نہاتی قدر دان امیر منذر ابن عبدالرحمٰن نے بے حد اصرار کیا تو انہوں نے ایک دوسرے عالم عامر بن معاویہ کا نام بتا دیا اور اس طرح اپنا دامن قضا سے بچالیا۔ (۱۵) امام ذہبی اپنی بے مثال کتاب 'سیر اعلام النبلاء' میں بقی بن مخلد کے بارے میں لکھتے ہیں:

......**كان اماماًمجتهداًصالحاًربانياًصادقاًمخلصاً راساًفي العلم و العمل،عديم المثال**

نیز لکھتے ہیں کہ وہ کبار مجاہدین فی سبیل اللہ میں سے تھے، انہوں ستر سے زیادہ معرکوں میں حصہ لیا تھا۔

اُساتذہ اور مشائخ:

جن مشائخ سے بقی بن مخلد کی ملاقات ہوئی اور ان سے با قاعدہ استفادہ کیا ہے ان کی تعداد دوسو چوراسی ہے۔ (۱۶)

تلامذہ:

کتب تراجم میں ان کے تلامذہ کا نام تفصیل کے ساتھ موجود نہیں، ان کے تبحر علمی کا چرچا پورے اندلس کے ساتھ، حجاز اور بغداد میں بھی ہو چکا تھا۔ ان کے ایک ساتھی احمد بن ابی خیثمہ کا بیان ہے کہ ہم نے ان کا نام مکنسة (جھاڑو) رکھا تھا کہ جہاں پر بقی بن مخلد ہوتے تھے تشنگان علم کو اپنی طرف کھینچ لیتے، کوئی کسی دوسرے درس میں جانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا تھا۔ ایک معاصر عالم کی یہ شہادت کتنی وزنی ہے۔ اس سے بہ آسانی اندازہ ہوتا ہے کہ بقی بن مخلد سے استفادہ کرنے والے تشنگان علم کی تعداد کیا ہوگی؟ اہل مشرق کا بقی بن مخلد سے استفادے کا بہت کم ذکر ملتا ہے، اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ جب تک بقی بن مخلد مشرق میں تھے اس وقت ان کے اساتذہ و مشائخ زندہ تھے جن سے لوگ مسلسل استفادہ کرتے رہتے تھے۔ اور جس وقت ان کے مشائخ دنیا میں نہیں رہے تو وہ واپس اندلس جا چکے تھے۔ مصر و افریقہ میں بھی (قلیل تعداد میں) طالبان علوم نبوت نے ان سے استفادہ کیا ہے بقی بن مخلد کے اپنے الفاظ ملاحظہ کیجیے:

"لما قدمت من العراق علی یحیی بن بکیر اجلسنی الی جنبه وسمع منی سبعة احادیث.(۱۷)

''جب میں عراق سے آیا تو یحییٰ بن بکیر نے اپنے ساتھ بٹھالیا اور سات احادیث مجھ سے سنیں۔'' نیز کہتے ہیں:

قدمت علی سحنون، فکان ابنه محمد یسمع علی فی داخل بیت سحنون بمحضر من سحنون.(۱۸)

''میں سحنون کے پاس آیا تو ان کے گھر پر ان کا بیٹا محمد سحنون کی موجودگی میں مجھ سے احادیث سنتا تھا۔'' ان کے شاگردوں میں مندرجہ ذیل مشائخ کا نام ملتا ہے۔

۱۔احمد بن بقی بن مخلد۔۲۔احمد بن خالد بن یزید۔۳۔احمد بن عبداللہ بن محمد بن المبارک الاموی ابوالقاسم۔۴۔اسلمہ بن عبدالعزیز بن ہشام القاضی۔۵۔ایوب بن سلیمان المری۔۶۔حسن بن سعد بن ادریس البربری۔۷۔عبداللہ بن یونس المرادی۔۸۔عبدالواحد بن حمدون۔۹۔علی بن عبدا قادر بن ابی شیبہ الاندلسی۔۱۰۔محمد بن عمر بن لبانہ۔۱۱۔محمد بن قاسم بن محمد۔۱۲۔محمد بن وزیر۔۱۳۔مروان بن عبدالملک القیسی۔۱۴۔مہاجر بن عبدالرحمٰن۔۱۵۔نمر بن ہارون بن رفاعہ العبسی۔۱۶۔ھشام بن الولید الغافقی۔(۱۹)

تالیفات:

امام بقی بن مخلد کی قابل قدر تصنیفات وتالیفات کے نام اور اَوصاف تو آج دیگر کتب میں ملتے ہیں مگر وہ حقیقی سرمایہ آج ہمارے پاس موجود نہیں، قیاس کیا جاتا ہے کہ مسیحیت کے سیلاب نے جہاں اندلس پر اور تباہی مچائی وہاں یہ علمی ذخیرہ بھی اسی کی نذر ہوگیا۔معروف کتب درج ذیل ہیں:

التفسیر الکبیر:......علمی حلقوں میں اس تفسیر کا بہت چرچا تھا، یہ ایک بے مثال تفسیر سمجھی جاتی تھی، مشہور ظاہری عالم علامہ ابن حزم نے لکھا ہے کہ میں قطعی طور پر بلا استثناء کہتا ہوں کہ اسلام میں ایسی تفسیر کسی نے نہیں لکھی ہے حتی کہ ابن جریر کی تفسیر بھی اس کے پائے کی نہیں۔(۲۰)

مسند بقی بن مخلد:......علماء حدیث کے حلقوں میں اس کتاب کا اچھا خاصا تذکرہ ہوتا رہا ہے۔یہ مسند اسماء صحابہ کی ترتیب سے ہے۔ابن حزم نے کہا ہے کہ اس میں انہوں نے ایک ہزار تین سو سے کچھ زائد صحابہ کی روایات درج کی ہیں۔اس کے ساتھ انہوں نے فقہی ترتیب کا بھی خیال رکھا ہے۔یہ بیک وقت مسند اور مصنف ہے، اس سے قبل کسی نے اس نہج پر احادیث کا کوئی مجموعہ مرتب نہیں کیا ہے، اس پر اس کی ثقاہت، ضبط واتقان اور جودت شیوخ بالا ہے۔انہوں نے دوسو چوراسی مشائخ سے روایات کی ہیں جن میں دس تک بھی ضعفاء نہیں ہیں، باقی سب مشہور علماء ہیں۔(۲۱) ابن الفرضی نے تو لکھا ہے لیس لاحد مثله ایسی مسند کسی کی بھی نہیں ہے۔(۲۲)

حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ ابن حزم نے مسند بقی کو مسند احمد پر فوقیت دی ہے لیکن میرے (ابن کثیر) نزدیک یہ بات محل نظر ہے کہ مسند احمد کا رتبہ بے شک اونچا ہے۔

ڈاکٹر اکرم ضیاء عمری نے لکھا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ ابن کثیر نے یہ قطعی فیصلہ کیسے کیا ہے، جب کہ انہوں نے مسند بقی بن مخلد کو دیکھنے کا کوئی عندیہ نہیں دیا ہے۔ (۲۳) بہر حال امام احمد بن حنبل بقی بن مخلد کے استاد ہیں جن کی استادی پر بقی فخر کرتے ہیں، اس لیے اگر ان کی مسند کے برابر بقی کی مسند نہیں ہے تو استاد شاگرد میں جو فرق ہوتا ہے، وہ سب پر ظاہر ہے، تاہم ابن حزم جیسے عالم حدیث کی یہ رائے مسند بقی کی عظمت پر بہت بڑی حجت ہے۔

مسند بقی بن مخلد کے بارے میں اتنا معلوم ہے کہ مشرق کے چند اکابر علماء حدیث ان سے واقف ہو چکے تھے، امام ذہبی نے تو صاف لکھا ہے کہ میرے پاس مسند بقی کے دو جزء موجود ہیں، نیز حافظ ابن حجر کے ذخیرہ کتب میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے حافظ کے پاس مسند بقی کا ایک نسخہ موجود تھا۔ (۲۴)

دور حاضر میں کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا ہے کہ اس نے مسند بقی بن مخلد کا کوئی مکمل نسخہ دیکھا ہے۔ ہندوستان کے ایک معروف عالم دین صاحب تحفۃ الاحوذی نے لکھا ہے کہ اس کا ایک نسخہ جرمنی کے کتب خانے میں موجود ہے، باقی تفصیل انہوں نے ذکر نہیں کی، عصر حاضر کے مشہور محقق حدیث ڈاکٹر اکرم ضیاء عمری لکھتے ہیں:

میں نے برلن، کوتہ اور لائبزک کے کتب خانے چھان لیے لیکن مجھے مسند بقی بن مخلد کی کوئی نشانی نہیں ملی، تاہم برلن کے کتب خانے میں عربی مخطوطات کا ایک عظیم ذخیرہ موجود ہے، جس کی فہرست ابھی نہیں بنی ہے، اسی طرح مشرقی برلن کے کتب خانے کے قلمی نسخوں کی فہرستیں ابھی نہیں بنی ہیں، ابھی تک یہ امیدیں وابستہ ضرور ہیں کہ کسی شخص کے پاس یا عام کتب خانے میں جن میں برلن مغرب اور ترکی کے کتب خانے شامل ہیں اس کا کوئی نسخہ دریافت ہو جائے گا۔ (۲۵)

مصنف فی فتاویٰ الصحابہ والتابعین ومن دونھم: ...... یہ مصنف جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے صحابہ تابعین و تبع تابعین کے فتاویٰ و اقوال کا مجموعہ ہے۔ اس کے بارے میں بھی علامہ ابن حزم نے لکھا ہے "اربی فیہ علی مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ" (۲۶) اس میں وہ مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ سے بڑھ کر ہے۔ یہ کتاب بھی نایاب ہے۔

ماروی فی حوض الکوثر: ...... یہ کتاب بھی نایاب ہے۔

عدد مالکل من الصحابۃ من الحدیث: ...... اس عنوان سے بقی بن مخلد کی ایک مستقل تالیف ہے۔ اس کو اندلس کے مشہور عالم ابن حزم الظاہری نے ترتیب دیا، بقی بن مخلد نے ہر صحابی کی روایات کی تعداد بتائی ہے اور ابن حزم نے اس کو یکجا کر دیا ہے۔ اس کتاب کے قلمی نسخے اب بھی بعض کتب خانوں میں موجود ہیں۔ ایک نسخہ شام کے مکتبہ

ظاہریہ میں ہے۔ دکتور اکرم ضیاء عمری نے اس نسخے کی فوٹو اسٹیٹ حاصل کرکے اسے شایع کردیا ہے، اس میں ان صحابہ کرام کے نام درج ہیں۔ جن سے ہزاروں روایات سے لے کر ایک روایت تک مروی ہیں۔ اس نسخہ میں ان تمام صحابہ کرام کے نام ہیں جن سے مسند بقی بن مخلد میں روایات منقول ہیں اور ان کی روایات کی تعداد بھی موجود ہے۔ (۲۷)

علماء کے تعریفی کلمات:

مغرب اور مشرق کے لاتعداد علماء نے بقی بن مخلد کو اپنے وقت کا عظیم عالم اور محدث قرار دیا تھا، علامہ ابن حزم الظاھری الاندلسی نے کہا ہے: اس امام فاضل کی تالیفات بے نظیر ہیں۔ امام ذہبی نے لکھا ہے: ان کی مسند اور تفسیر کی کوئی نظیر نہیں۔ حمیدی نے لکھا ہے: انہوں نے بڑی بڑی مصنفات لکھیں اور روایات جمع کرنے میں بے حد کوشش کی، اور جب اندلس کو لوٹے تو انہوں نے اس کو علم سے بھر دیا، اور ایسی کتابیں تصنیف کیں جو ان کی علمی عظمت اور کثرت معلومات کا بین ثبوت ہے۔ ابن الفرضی کہتے ہیں: انہوں نے اندلس کو احادیث و روایات سے بھر دیا۔ جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے: وہ علم کا سمندر تھے۔

بقی ابن مخلد کی اولاد و احفاد:

اس یگانہ روزگار محدث کی اولاد کئی صدیوں تک روایات و درایت فقہ و فتویٰ اور دیگر علوم میں اہل اندلس کے لیے مرجع رہی۔ بقی بن مخلد کے اپنے صلبی بیٹے احمد بن بقی ایک متقی و پرہیزگار عالم دین تھے۔ وہ اپنے والد سے روایت کرتے تھے اور مسند علم پر ان کے قائم مقام تھے۔ وہ قرطبہ کی قضاء پر بھی فائز رہے۔ جس کے دوران انہوں نے عدل وانصاف کے ساتھ ورع و تقویٰ کی ایک مثال قائم کی۔

احمد کے بیٹے عبدالرحمٰن بن احمد بن بقی بن مخلد اپنے عصر کے ممتاز علماء میں شمار ہوتے تھے۔ انہوں نے اپنے دادا بقی بن مخلد کے مناقب میں ایک کتاب بھی لکھی۔

عبدالرحمٰن کے بیٹے مخلد بن عبدالرحمٰن بن احمد بن بقی بن مخلد (پیدائش ۳۳۲ وفات ۴۰۸ھ) بھی اندلس کے معروف علماء میں شامل تھے۔

مخلد کے بیٹے عبدالرحمٰن بن مخلد بن عبدالرحمٰن بن احمد بن بقی بن مخلد (۳۵۸۔۴۳۷ھ) بہت اونچے پائے کے عالم محدث اور فقیہ تھے، وہ دو مرتبہ طلیطلہ کے قاضی مقرر ہوئے تھے۔

انہی کی اولاد میں محمد بن احمد بن مخلد بن عبدالرحمٰن بن بقی مخلد (۳۹۷۔۴۷۰ھ) اپنے دور کے سب سے اونچے عالم تھے۔ انہوں نے اپنے والد احمد بن مخلد اور چچا ابوالحسن عبدالرحمٰن سے علوم روایت اور فقہ کی تعلیم حاصل کی وہ

قرطبہ کے منصب قضاء پر دو مرتبہ فائز ہوئے تھے۔

ان کی اولاد دالاولاد میں ابوالقاسم احمد بن یزید بن عبدالرحمٰن بن احمد بن محمد بن احمد بن مخلد بن عبدالرحمٰن بن احمد بن بقی بن مخلد، اپنے دور کے واحد مشہور محدث تھے۔ وہ ۶۲۰ھ میں قرطبہ میں موطا کا درس دیا کرتے تھے۔ موطا امام مالک میں ان کے تمام مشائخ قرطبین تھے، لطف کی بات یہ ہے کہ وہ اپنی نویں پشت کے دادا بقی بن مخلد کے حجرے ہی میں بیٹھ کر درس وتدریس کرتے تھے۔ علماء کی تاریخ میں علم وفضل میں ایسا تسلسل شاذ ونادر ہی کسی خاندان کو نصیب ہوا ہوگا۔

حوالہ جات

ا۔ ذہبی ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان سیر اعلام النبلاء جلد ۱۳، ص ۲۸۵۔۔۔۔۔۔(۲)۔ ابن الفرضی ابوالولید عبداللہ بن محمد بن یوسف الارزی الحافظ، تاریخ علماء الاندلس جلد ۲۔ ص ۹۲، ۹۳۔۔۔۔۔۔(۳)۔ اکرم ضیاء العمری، بقی بن مخلد ومقدمہ مسندہ، ص ۳۶۔۔۔۔۔۔(۴)۔ ابن الفرضی، تاریخ علماء الاندلس جلد ۲، ص ۹۲، ۹۳۔۔۔۔۔۔(۵)۔ سیر اعلام النبلاء جلد ۱۳، ص ۲۸۹۔۔۔۔۔۔(۶)۔ تاریخ علماء الاندلس جلد ۲، ص ۹۲۔۔۔۔۔۔(۷)۔ العمری، اکرم ضیاء، بقی بن مخلد ومقدمہ مسندہ ص ۳۷ بحوالہ ابن عساکر۔۔۔۔۔۔(۸)۔ سیر اعلام النبلاء جلد ۱۳، ص ۲۹۳۔۔۔۔۔۔(۹)۔ سیر اعلام النبلاء جلد ۱۳، ص ۱۹۴۔۔۔۔۔۔(۱۰)۔ بقی بن مخلد ومقدمہ مسندہ، ص ۳۹۔۔۔۔۔۔(۱۱)۔ ذہبی تذکرہ الحفاظ، ج ۲، ص ۲۳۰۔۔۔۔۔۔(۱۲)۔ تاریخ علماء الاندلس، ج ۲ ص ۹۳۔۔۔۔۔۔(۱۳) سیر اعلام النبلاء ج ۱۳، ص ۲۸۹۔۔۔۔۔۔(۱۴)۔ جزوۃ المقتبس ص ۱۷۷۔۔۔۔۔۔(۱۵)۔ بقی بن مخلد ومقدمۃ مسندہ، ص ۵۹۔۔۔۔۔۔(۱۶)۔ بقی بن مخلد ومقدمۃ مسندہ ص ۴۲، ۴۵۔۔۔۔۔۔(۱۷)۔ یاقوت الحموی، معجم الادباء جلد ۴، ۸۳۔۔۔۔۔۔(۱۸)۔ تاریخ علماء الاندلس، ص ۹۲۔۔۔۔۔۔(۱۹)۔ ایضاً ص ۹۲۔۔۔۔۔۔(۲۰)۔ بقی بن مخلد ومقدمۃ مسندہ ص ۴۶، ۴۷۔۔۔۔۔۔(۲۱)۔ الحمیدی، ابوعبداللہ محمد بن ابی نصر فتوح بن عبداللہ الازدی جدوۃ المقتبس، ص ۱۷۷۔۔۔۔۔۔(۲۲)۔ ایضاً نیز دیکھیے شذرات الذہب ج ۲، ص ۱۲۹۔۔۔۔۔۔(۲۳)۔ تاریخ علماء الاندلس: ۹۲۔۔۔۔۔۔(۲۴)۔ بقی بن مخلد ومقدمۃ مسندہ، ص ۴۸، ۴۹۔۔۔۔۔۔(۲۵)۔ ابن حجر، شہاب الدین احمد العسقلانی الاصابہ ج ا، ص ۱۳۸۔۔۔۔۔۔(۲۶)۔ بقی بن مخلد ومقدمۃ مسندہ ص ۲۷، ۲۸۔۔۔۔۔۔(۲۷)۔ بقی بن مخلد ومقدمہ مسندہ، ص ۷۹، ۱۶۹۔۔۔۔۔۔(۲۸)۔ جذوۃ المقتبس، ۱۷۷۔۔۔۔۔۔(۲۹)۔ جذوۃ المقتبس، ص ۱۷۷۔۔۔۔۔۔۔(۳۰)۔ سیر اعلام النبلاء ج ۳، ص ۲۹۱۔۔۔۔۔۔(۳۱)۔ جذوۃ المقتبس، ص ۱۷۷۔۔۔۔۔۔(۳۲)۔ تاریخ علماء الاندلس ۹۲۔۔۔۔۔۔(۳۳)۔ سیوطی، جلال الدین عبدالرحمٰن، طبقات المفسرین ص ۴۱۔۔۔۔۔۔(۳۴)۔ ابن بشکوال ابوالقاسم، خلف بن عبدالملک، الصلہ ج ۲، ص ۵۵۔۔۔۔۔۔(۳۵)۔ ضیاء عمری بحوالہ المعجب فی تلخیص اخبار المغرب۔ ۳۳۹۔

☆☆☆